فون نمبر ۴۹
REGD. No. L. 5254
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۴۹/۱۴ | ۱۳ صلح ۱۳۳۸ ہش | ۱۳ جنوری ۱۹۶۰ء | نمبر ۱۱

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

از محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ

ربوہ ۱۲ جنوری بوقت ۱۰½ بجے صبح

کل دن بھر حضور کو اعصابی بے چینی کی بہت تکلیف رہی رات نیند بھی پوری نہ آئی۔ اِس وقت بھی کچھ بے چینی ہے۔

احباب جماعت التزام کے ساتھ اپنے رب کے حضور دعاؤں میں لگے رہیں۔ تا وہ قادر خدا اپنے خاص فضل اور رحم کے ساتھ حضور کو کامل و عاجل شفا عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت

ربوہ ۱۲ جنوری۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت نسبتاً بہتر ہے۔ صحابہ کرام و احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے۔

خاکسار: ڈاکٹر مرزا منور احمد
ربوہ

جلسہ سالانہ کے جملہ انتظامات کو بڑی تیزی سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا جا رہا ہے

امسال مہمانوں کی خاص سہولت کے پیش نظر مہمان نوازی کی علیحدہ نظامت کا قیام

محلہ دار البرکات میں نو کمروں پر مشتمل ایک نئے اور پختہ لنگر خانے کی تعمیر

ربوہ ۱۱ جنوری۔ جلسہ سالانہ کے مبارک ایام جن کے انتظار میں احباب جماعت مہینوں پہلے ہی گن گن کر دن گزارتے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپنی بے شمار برکتوں اور سعادتوں کے ساتھ قریب سے قریب تر آ رہے ہیں۔ جہاں احباب جماعت کا جذبہ شوق فزوں سے فزوں تر ہو رہا ہے۔ اور وہ اس بابرکت جلسے میں شمولیت کا شرف حاصل کرنے کے لئے اپنی اپنی جگہ ابھی سے تیاریوں میں مصروف ہیں۔ وہاں مرکز سلسلہ میں مستقل رہائش رکھنے والے احباب سب اور بالخصوص جلسہ سالانہ کے انتظامی شعبے جملہ انتظامات کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے پوری سرگرمی اور دوڑ دھوپ سے کام لے رہے ہیں۔ تاکہ وہ سیدنا مسیح پاک علیہ السلام کے مہمانوں کو جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر مرتبہ پہلے سال کی نسبت زیادہ تعداد میں دیوانہ وار کھنچے چلے آتے ہیں۔ ہر ممکن سہولت اور آرام پہنچا سکیں۔

نظامت مہمان نوازی

کل افسر جلسہ سالانہ محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے ایک ملاقات میں جلسہ سالانہ کے انتظامات کی تفاصیل پر روشنی ڈالتے ہوئے ہمارے نمائندے کو بتایا کہ امسال مسیح پاک علیہ السلام کے مہمانوں کی سہولت کے پیش نظر مہمان نوازی کی ایک علیحدہ نظامت قائم کی گئی ہے۔ پہلے تین لنگر خانوں کے ناظم صاحبان کھانا وغیرہ تیار کرانے کے علاوہ اپنے اپنے علاقہ میں مہمان نوازی کے فرائض سرانجام دیتے تھے اس طرح انہیں بیک وقت دو گونہ فرائض کی کماحقہ ادائیگی سے عہدہ برآ ہونا پڑتا تھا اس مرتبہ نظامت مہمان نوازی کے نام سے ایک علیحدہ شعبہ قائم کر دیا گیا ہے جو مہمان نوازی کے فرائض سرانجام دے گا۔ اور اس بات کا ذمہ دار ہو گا کہ لنگروں میں کھانے کی بروقت تیاری کے بعد سرو کا کام پوری سہولت اور خوش اسلوبی سے ادا ہو۔ اور اس بارے میں مہمانوں کو کوئی دقت پیش نہ آئے امید ہے اس نئے انتظام کی وجہ سے اس مرتبہ خاص سہولت رہے گی۔ اور مہمانوں کو اور زیادہ آرام پہنچانے میں مدد ملے گی۔

نئے اور پختہ لنگر کی تعمیر

محترم افسر صاحب جلسہ سالانہ نے مزید بتایا کہ محلہ دار البرکات میں واقعہ لنگر نمبر ۳ کے لئے ہر سال عارضی انتظام کرنا پڑتا تھا۔ جس میں کافی دقت پیش آتی تھی۔ امسال اس محلہ میں بھی نو کمروں پر مشتمل لنگر خانہ کی پختہ عمارت تعمیر کر دی گئی ہے۔ چنانچہ اب وہاں لنگر کا پورا انتظام بفضلہ تعالیٰ

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب درد مرحوم رض کی والدہ محترمہ رض کی نعش مقبرہ بہشتی میں سپرد خاک کر دی گئی

نماز جنازہ اور تدفین میں کثیر احباب جماعت احمدیہ کی شرکت

ربوہ ۱۲ جنوری۔ حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب درد مرحوم رض کی والدہ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نعش کل مورخہ ۱۱ جنوری کو نماز عصر کے بعد مقبرہ بہشتی میں سپرد خاک کر دی گئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نے کل صبح ۷ بجے نوے سال کی عمر میں وفات پائی تھی نماز عصر کے بعد مسجد مبارک کے احاطہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جس میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد، صحابہ، دیگر بزرگان سلسلہ صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے ناظر و وکلاء صاحبان۔ دفاتر کے کارکنان اور دیگر مقامی احباب بہت کثیر تعداد میں شریک ہوئے بعد ازاں جنازہ مقبرہ بہشتی لے جایا گیا۔ حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی نے نہ صرف دور تک جنازے کو کندھا دیا۔ بلکہ جنازے کے ہمراہ مقبرہ بہشتی تشریف لے گئے جہاں حضرت امیر المومنین کی اجازت سے مرحومہ رض کی نعش کو صحابہ کرام کے قطعہ خاص میں سپرد خاک کیا گیا۔ یہ وہی قطعہ خاص ہے جس میں بعض دیگر اکابر صحابہ رض کے علاوہ حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب درد مرحوم رضی اللہ عنہ مدفون ہیں۔ مرحومہ کی قبر اپنے قابل فخر فرزند کی قبر کے عین بالمقابل دوسری قطار میں تیار ہوئی ہے۔ تدفین مکمل ہونے پر حضرت میاں صاحب مدظلہ نے قبر پر دعا کرائی۔ جس میں تمام احباب شریک ہوئے۔

مرحومہ حد درجہ صوم و صلوٰۃ کی پابند ہو نیک اور صالحہ خاتون تھیں۔ انہیں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سلسلہ احمدیہ سے بے پناہ محبت و عقیدت تھی اور قادیان کی واپسی کے لئے ہر وقت دعا گو رہتی تھیں۔ دیگر اوصاف کے ساتھ ساتھ مہمان نوازی اور اکرام ضیف کی صفت خاص طور پر نمایاں تھی اوائل زمانہ میں بھی لدھیانہ میں قادیان کے احباب آتے رہتے تھے۔ ہر ایک کی خاطر تواضع کا خاص اہتمام کرتیں۔ اور اس میں ایک خاص راحت محسوس فرماتیں۔

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی
مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

خطبہ جمعہ

ہماری جماعت اسلام کی پُرحکمت تعلیم کو دنیا میں رائج کرنے کیلئے قائم کی گئی ہے

اسکے لئے ضروری ہے کہ پہلے اپنی اصلاح کرو اور پھر محبت اور ہمدردی کے جذبات کے ساتھ دوسروں کی اصلاح کرنے کی کوشش کرو

ہر شخص اپنے اہل و عیال کی اصلاح کا ذمہ وار ہے اس کا فرض ہے کہ اپنے بچوں کو نمازوں کیلئے مساجد میں لائے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۴؍ اگست ۱۹۳۴ء - بمقام قادیان

یہ ایک غیر مطبوعہ خطبہ جمعہ ہے جسے ادارہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالےٰ نے ہر امر میں کامیابی کے حصول کے لئے

ایک راستہ مقرر کیا ہوا ہے

جب تک کوئی انسان اس راستہ کو اختیار نہ کرے۔ اس وقت تک اسے کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ دنیا میں لوگ مختلف قسم کی باتیں بیان کرتے ہیں کوئی کہتا ہے۔ ملکی اور قومی ترقی صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ بڑے بڑے بینک ہوں۔ انشورنس کمپنیاں اور تجارتیں ہوں اور کوئی کہتا ہے کہ ملکی ترقی اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب کہ تمام اہم کام چند ممتاز ہستیوں کے سپرد ہوں افراد کو یہ اجازت نہیں ہونی چاہیئے۔ کہ وہ ملکی کاموں میں دخل دیں اور کوئی یہ کہتا ہے کہ قوم کے تمام افراد ملک کا ایک اہم حصہ ہیں اسلئے خواہ کوئی چھوٹا ہو یا بڑا ہر شخص کو ملکی امور میں دخل دینے کا حق ہونا چاہیئے

یہ وہ مختلف خیالات ہیں

جو یورپ کی اس تگ و دو کے نتیجہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ جو وہ راحت و آرام کے حصول کے لئے کر رہا ہے۔ لیکن نہ تو اس کے ان بلند معیاروں نے اسے فائدہ دیا جنہیں وہ آج سے ایک سو سال پہلے تجویز کر چکا تھا نہ وہ عمارت اس کے کام آسکی۔ جس کو پیٹر فریڈرک نپولین اور دارزبجق... نے تیار کیا تھا اور نہ آج وہ عمارت کام آسکتی ہے جسے مارکس وغیرہ قسم کے لوگوں نے تیار کیا نہ اُس میں انسانی نجات تھی اور نہ اس میں انسان کے لئے راحت ہے۔ یہ ساری چیزیں جھوٹی بے اثر اور غیر مفید ہیں جو چیز دُنیا کی نجات کا موجب بن سکتی ہے اور جس چیز کے ذریعہ کامیابی اور حقیقی راحت حاصل ہو سکتی ہے۔ وہ وہی ہے

جسے اسلام نے دنیا کے سامنے پیش کیا

اور جو وسطی راستہ ہے نہ وہ انشورنس کمپنیوں اور ناجائز دولت جمع کرنے کے سامانوں کی طرف جاتا ہے اور نہ وہ مارکس ازم کے ذریعہ تمام افراد کی منفردانہ کوششوں کو توڑ کر جبری طور پر انسانوں میں مساوات قائم کرتا ہے۔ اسلئے امن اسی ذریعہ سے حاصل ہو سکتا ہے۔ جسے اسلام پیش کرتا ہے مگر اس کے لئے بھی کسی جدو جہد اور کوشش اور قربانی کی ضرورت ہے اللہ تعالےٰ میں بے شک سب طاقتیں اور قدرتیں ہیں۔ مگر وہ اپنی طاقتوں اور قدرتوں کو بعض حالات کے ماتحت ظاہر کیا کرتا ہے اس میں طاقت ہے۔ کہ وہ بچے کو ایک سیکنڈ میں پیدا کر دے مگر وہ ایسا نہیں کرتا۔ بلکہ نو ماہ کے بعد بچے کو پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح اس میں طاقت ہے کہ وہ غلہ کو ایک سیکنڈ میں اگا دے۔ مگر وہ کوئی غلہ پانچ ماہ میں اور کوئی چھ مہینہ میں اُگاتا ہے۔ پھر اس میں طاقت ہے کہ وہ پھلوں کو ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصہ میں پیدا کر دے۔ مگر وہ ایسا نہیں کرتا۔ بلکہ کسی پھل کو دس سال بعد اور کسی کو بارہ سال کے بعد پیدا کرتا ہے۔

یہ سب حکمت کی باتیں ہیں

اور مختلف قسم کے اسرار اپنے اندر رکھتی ہیں۔ جو شخص قدرت کے کاموں پر غور کرتا ہے وہ ان سے واقف ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ وہ اعتراض کرنے لگ جاتا ہے اور اس میں شبہ ہی کیا ہے۔ کہ ٹھوکریں کھانے والا اعتراض ہی کرے گا۔ انگریزی میں مثل ہے کہ اگر کوئی پیشہ ور اچھا نہ ہو تو وہ ہتھیاروں کے متعلق یہ شکایت ہی کرتا رہتا ہے۔ کہ وہ خراب ہیں کبھی کہہ دے گا۔ تیشہ ناقص ہے کبھی کہہ دے گا۔ فلاں اوزار تیز نہیں اور بجائے اپنا نقص دیکھنے کے ہتھیاروں پر اعتراض کرتا اور آلات کے متعلق عیب چینی کرتا رہے گا۔ لیکن اس طرح کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اعتراضات کا طومار بھی اگر کھڑا کر دیا جائے تو وہ کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا

کامیابی ہمیشہ تبھی ہوتی ہے

جب صحیح طریق اختیار کیا جائے اور صحیح ذرائع کا استعمال کیا جائے۔ پس جس مقصد اور کام کے لئے اللہ تعالےٰ نے ہماری جماعت کو کھڑا کیا ہے۔ یعنی اسلام کی وہ پُرامن اور پُرنفع تعلیم جس کے بغیر دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا اسے پھر دنیا میں رائج کرنا۔ اس تعلیم کے اصول اگرچہ قرآن مجید میں موجود ہیں لیکن انہیں پرحکمت طور پر عمل میں لانا یہ ہمارا کام ہے اگر ہنگامی طور پر کام کیا جائے۔ تو وہ کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ فرض کرو اس مجلس میں میں کہوں کہ پانی لاؤ تو بالکل ممکن ہے دو تین سو آدمی اٹھ کر چلے جائیں۔ اسی خیال کے ماتحت کہ ان میں سے ہر ایک اس آواز کے مطابق عمل کرے اور بالکل ممکن ہے۔ ایک بھی نہ جائے اس خیال کے ماتحت کہ ممکن ہے کوئی اور چلا گیا ہو۔ تو ہنگامی کام ہمیشہ ناقص رہتے ہیں۔ جس چیز کے ساتھ کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ وہ تنظیم اور اصلاح ہے۔ اور

اس کے لئے ضروری ہوتا ہے

کہ سلسلہ کا ہر فرد اور ہر ذرہ ہماری نظروں کے سامنے ہو۔ جب کسی تنظیم میں یہ نقص رہ جائے۔ کہ اس کے افراد نگاہوں کے سامنے نہ آئیں۔ تو وہ تنظیم بگڑ جاتی ہے اسی وجہ سے ہم نے مرکز کا کام مختلف حلقوں میں تقسیم کیا ہوا ہے اور مختلف حلقوں کی الگ الگ مساجد ہیں تاکہ تمام عہدیدار اپنے اپنے حلقہ کے ہر فرد سے واقف ہوں اور ان کی صحیح رنگ میں تربیت کر سکیں۔ درحقیقت مساجد ہی ایک ایسی جگہ ہیں۔ جہاں ہمارے تمام کام ہوتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقریریں بھی مسجد میں ہوتی تھیں جلسے بھی مسجد میں ہوتے تھے۔ مشورے بھی مسجد میں ہوتے تھے اور تاریخ اسلام پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نکاح بھی مساجد میں ہوتے تھے جھگڑوں کا تصفیہ بھی مسجد میں ہوتا تھا۔ نمازیں بھی مسجد میں ہوتیں۔ جہاد کے مشورے بھی مسجد میں ہوتے اور جب مومن کا ہر کام اس کی عبادت سمجھا جاتا ہے اور جب

اسلام نے یہ تعلیم دی ہے

کہ خدا تعالےٰ کے لئے اگر کوئی روٹی بھی کھاتا ہے تو وہ نیکی کرتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ نمازوں کے علاوہ ہمارے باقی کام جو مساجد سے تعلق رکھیں وہ عبادت میں شامل نہ ہوں اس صورت میں جھگڑوں کے موقع پر فیصلے کرنا جہاد کے لئے مشورے کرنا اور لڑائیوں کے لئے پریکٹس کرنا محض قضایا مشورہ یا جنگ کی پریکٹس کرنا نہیں کہلائے گا بلکہ یہ کام بھی عبادت میں شمار ہوں گے۔

احادیث میں صاف طور پر ذکر

ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک دفعہ مسجد نبوی میں فوجی کرتب دکھائے گئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عائشہ رضؓ کو بلایا اور فرمایا کہ کیا جنگی کرتب دیکھنا چاہتی ہو؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ دیکھنا چاہتی ہوں۔ تب آپ نے فرمایا میری پیٹھ کے پیچھے ہو جاؤ اور کندھے کی اوٹ میں جنگی کرتب دیکھتی جاؤ۔

غرض

اسلام کے نزدیک

مساجد منبع ہیں تمام کاموں کا اور سرچشمہ ہے مسلمانوں کی تمام جدوجہد کا۔ اور حلقہ وار انجمنوں کا قیام اسی غرض کے لئے کیا گیا ہے۔ کہ کارکن اپنے فرائض کو سمجھیں۔ اور ان مقاصد کو اپنے سامنے رکھیں۔ جن کے لئے یہ تقسیم عمل میں لائی گئی ہے۔

عہدہ داروں کو چاہیئے کہ وہ اپنے حلقہ کے تمام افراد کو اپنے زیر نظر رکھیں اور ہر شخص کی شکل اور اس کے نام سے ذاتی واقفیت پیدا کریں۔ اور جو لڑکے دس سال سے اوپر کے ہوں۔ ان کے لئے یہ لازمی قرار دیں۔ کہ وہ مسجد میں نماز پڑھیں۔ قرآن کریم نے ہر فرد کو

اپنی اولاد کا ذمہ وار

قرار دیا ہے۔ وہ فرماتا ہے قوا انفسکم واھلیکم نارا۔ اے لوگو تمہیں حکم دیا جاتا ہے کہ تم نہ صرف اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ بلکہ اپنے اہل و عیال کو بھی بچاؤ۔ پس ہر شخص اپنی بیوی اور بچوں کا ذمہ وار ہے۔ اس سے صرف یہی نہیں پوچھا جائے گا۔ کہ تم نماز پڑھتے تھے۔ یا نہیں۔ صرف یہی نہیں پوچھا جائیگا۔ کہ تم

زکوٰۃ دیتے

تھے یا نہیں۔ تم روزے رکھتے تھے یا نہیں۔ تم حج کرتے تھے یا نہیں۔ بلکہ یہ بھی پوچھا جائے گا۔ کہ تمہارے بیوی بچے بھی زکوٰۃ دیتے۔ روزے رکھتے تھے اور حج کرتے تھے یا نہیں۔ اور اگر کسی کے متعلق یہ ثابت ہوا کہ اس نے اپنی بیوی اور بچوں کے متعلق اس امر میں غفلت اور کوتاہی کا ثبوت دیا ہے۔ تو وہ اس سزا کا مستحق ہوگا۔ جو نماز چھوڑنے والے روزہ نہ رکھنے والے زکوٰۃ نہ دینے والے حج نہ کرنے والے کے لئے مقرر ہے۔ پس

ہر فرد اس امر کا ذمہ دار ہے کہ وہ اپنی اولاد کو مسجدوں میں حاضر کرے

بچوں کو مساجد میں لانا احادیث سے اس قدر تواتر سے ثابت ہے کہ کوئی اندھا ہی اس سے انکار کر سکتا ہے۔ حدیثوں میں صاف طور پر آتا ہے کہ پہلے مرد کھڑے ہوں۔ پھر عورتیں اور پھر بچے۔ اگر بچوں کا نمازوں میں شامل ہونا ضروری نہیں تھا۔ تو ان کا ذکر کیوں کیا گیا۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ بچوں کو مسجدوں میں نہ لایا جائے۔ مگر بچوں سے مراد وہ بچے نہیں جو بالکل چھوٹے ہوں۔ اور مسجدوں میں آکر رونا چیخنا شروع کر دیں۔ یا وہ بچے بھی مراد نہیں کہ بیوی آٹا گوندھنے لگے۔ تو وہ اپنے میاں سے کہدے۔ کہ ذرا اس بچے کو نماز میں لیتے جانا۔ میں نے ایک دفعہ دوستوں کو تحریک کی کہ

بچوں کو مساجد میں لانا چاہیئے

تو اس کے بعد میں نے دیکھا کہ لوگوں نے اپنے بالکل چھوٹے بچوں کو لانا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بعض دفعہ کوئی بچہ مسجد میں پاخانہ پھر دیتا۔ کوئی پیشاب کر دیتا۔ اور وہ اس قدر شور مچاتے۔ کہ دوسروں کے لئے نماز پڑھنا مشکل ہو جاتا۔ تب میں نے سختی سے روکا۔ کہ مسجد میں بچے کھلانے کی جگہ نہیں۔ ان کو اپنے گھروں میں رکھو۔ پس جب میں یہ کہتا ہوں۔ کہ اپنے بچوں کو مسجدوں میں لاؤ۔ تو میری مراد یہ ہے کہ ان بچوں کو لاؤ۔ جن کے متعلق شریعت یہ تقاضا کرتی ہے۔ کہ وہ مسجدوں میں آئیں جن لوگوں کے بچے آوارہ ہوا کرتے ہیں۔ تم غور کر کے دیکھ لو۔ ان میں سے اکثر ایسے ہی بچے ہوں گے۔ جو بے نماز ہوں گے اور اکثر ایسے ہی والدین کے بچے ہوں گے جو اپنے بچوں کی

نمازوں کی نگرانی

نہیں کرتے۔ ورنہ یہ ناممکن ہے کہ ایک شخص پانچ وقت اللہ تعالیٰ کے حضور تذلل کرے اور پھر اس میں بگاڑ پیدا ہو جائے۔ پس بچوں کو مسجدوں میں لاؤ۔ اور ان کو مسجدوں میں لانا اپنے آنے سے زیادہ اہم سمجھو۔ میرا اس سے یہ مطلب نہیں۔ کہ تم آپ مسجد میں نہ آؤ۔ بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ چونکہ بچوں کا آنا تمہارے آنے کی نسبت مشکل ہے۔ اس لئے اس کو اہمیت دو۔ یہ کام صرف اس شخص کا نہیں جسے

مربی اطفال

مقرر کیا گیا ہو۔ بلکہ ہر شخص کا فرض ہے کہ جو بھی بچہ اسے نظر آئے۔ جو مسجد میں نہیں آتا۔ ذمہ ...

ہے کہ وہ اسے مسجد میں لانے کی کوشش کرے۔ مگر اس طرح سے نہیں کہ ایک دوکان پر بیٹھ گئے۔ اور کہنا شروع کر دیا کہ فلاں کے بچے نماز نہیں پڑھتے۔ پھر وہاں سے اٹھ کر دوسری دوکان پر گئے۔ اور کہنا شروع کر دیا کہ فلاں کے بچے نماز نہیں پڑھتے۔ وہاں سے اٹھے تو تیسری مجلس میں گئے۔ اور وہاں بھی کہنا شروع کر دیا۔ کہ فلاں کے بچے بالکل آوارہ ہو گئے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ جن کے عیوب بیان کئے جاتے ہیں۔ وہ دوسرے شخص کے عیب بیان کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور اس طرح اصلاح کی بجائے خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔

اصلاح کا طریق یہ ہے

کہ جب تمہیں معلوم ہو کہ کسی کے بچے میں نقص ہے۔ تو اپنے حلقہ کے پریذیڈنٹ اور سکرٹری سے کہو۔ اور پھر سمجھ لو۔ کہ تمہارا کام ختم ہو گیا۔ یا اگر یہ سمجھو۔ کہ جس شخص کے بچوں کے متعلق تمہیں شکایت ہے۔ وہ حوصلے والا آدمی ہے۔ اور وہ بات سنکر برداشت کرے گا۔ تو اس سے کہہ دو۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو اپنے بچوں کا کوئی عیب سن ہی نہیں سکتے۔ وہ اگر بچے کو چوری کرتے بھی دیکھ لیں تو کہیں گے۔ چونکہ دروازے سے داخل ہونا اس کے لئے خطرناک تھا اس لئے اس نے سیندھ لگانی شروع کر دی تھی۔ ورنہ اس نے چوری نہیں کی۔ پس جس شخص کے متعلق تم سمجھو کہ وہ برداشت کی طاقت نہیں رکھتا اسے مت کہو اور جس شخص کے متعلق سمجھو کہ وہ برداشت کرے گا اسے کہدو کہ

اس کے بچے میں یہ نقص ہے

اس کے ازالہ کی طرف توجہ کریں۔ اگر اپنے حلقہ کے پریذیڈنٹ سکرٹری اور سرپرست کے علاوہ کسی چوتھے شخص کے پاس بھی کسی شخص کا کوئی عیب بیان کرے گا تو میرے نزدیک وہ مجرم سمجھا جائے گا۔ میں نے دیکھا ہے یہ ایک بہت بڑا عیب ہے جو اصلاح کے کام پر کیا جاتا ہے لوگ اس بہانہ کی آڑ میں کہ ہم تو اصلاح کے لئے دوسرے کے عیب بیان کرتے ہیں جگہ جگہ

دوسروں کی عیب چینی

کرتے پھرتے ہیں حالانکہ وہ خود اسلام کے خلاف عمل کر رہے ہوتے ہیں۔ قرآن کریم نے سورہ نور میں اس امر کا فلسفہ کھول کھول کر بیان کیا ہے اور بتایا ہے کہ یہ قوم کو تباہ کرنے والا طریق ہے مگر پھر بھی لوگ اس طرف توجہ نہیں کرتے قرآن کریم میں صاف طور پر بیان کیا گیا ہے کہ

جو شخص کسی دوسرے کے پاس کسی کا عیب بیان کرتا ہے وہ اشاعت فحش کرتا ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ آجکل تو لوگ بڑی چوریاں کرتے ہیں وہ قوم کی اصلاح نہیں کرتا بلکہ انہیں ترغیب دیتا ہے کہ تم بھی چوری کرو۔ یہ ایک ایسا فلسفیانہ نکتہ ہے کہ کوئی قوم اسے نظر انداز کر کے ترقی نہیں کر سکتی۔ درحقیقت

اس کی وجہ یہ ہے

کہ دنیا میں عام طور پر دین کو قبول کرنے والے وہی لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے یہ سنا ہوا ہوتا ہے کہ ایک خدا ہے اور اس نے اپنا رسول بھیجا ہے ہمیں اس کے احکام پر عمل کرنا چاہیئے وہ نمازیں پڑھیں گے مگر اس لئے نہیں کہ نمازیں فلاں فلاں حکمت ہے بلکہ اس لئے کہ خدا کا یہ ایک حکم ہے۔ روزے رکھیں گے مگر اس کی حکمت انہیں معلوم نہیں ہوگی۔ پس دنیا کا بیشتر حصہ ایسا ہوتا ہے جو اصولی طور پر چند باتیں سمجھ لیتا ہے اور باقی باتوں میں تقلیدی رنگ اختیار کر لیتا ہے خواہ بظاہر وہ غیر مقلد ہی کیوں نہ کہلاتا ہو بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایک ہزار میں سے ۹۹۹ یا ایک لاکھ میں سے ننانوے ہزار نو سو ننانوے ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جو تقلیدی طور پر اسلامی احکام پر عمل کرتے ہیں۔ حکمتوں کو سمجھنے والے ان میں بہت کم ہوتے ہیں وہ اتنی بات سمجھ لیتے ہیں کہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات

کو دوسری باتوں پر مقدم رکھنا چاہیئے۔ اس کے بعد وہ کسی حکمت کے معلوم کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے صرف چند آدمی ایسے ہوتے ہیں جنہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے تفقہ فی الدین عطا کیا جاتا ہے باقی سب مقلد ہوتے ہیں خواہ وہ حریت کے دلدادہ ہی کیوں نہ کہلائیں سورۂ نور میں جو حکم دیا گیا ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ جب اسلام کے احکام کی حکمت سمجھ کر عمل کرنے والے لوگ بہت قلیل ہیں تو باقی لوگ

وہی رہ جاتے ہیں جو دوسروں سے اثر قبول کرتے ہیں۔ جب انہیں معلوم ہو کہ دنیا یوں کیا کرتی ہے تو وہ بھی اسی رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں۔ اگر معلوم ہو کہ دنیا خراب ہو گئی تو وہ بھی خراب ہو جاتے ہیں۔ اور اگر معلوم ہو کہ دنیا نیک ہے تو وہ بھی نیکی کرنے لگ جاتے ہیں اور اگر انہیں کسی وقت پتہ لگ جائے کہ جنہیں ہم نیک سمجھتے تھے وہ دراصل نیک نہیں تو اسی دن ان کے دلوں سے بھی نیکی کی عظمت مٹ جاتی اور وہ بھی بدی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کیونکہ انہوں نے نیکی کو نیکی سمجھ کر قبول نہیں کیا ہوتا بلکہ عام اثر کے ماتحت ایک خیال کی تقلید اختیار کی ہوئی

ہوتی ہے۔ پس قرآن مجید نے بالوضاحت یہ امر بیان کر دیا ہے کہ جو شخص غیر ذمہ دارانہ طریق پر کسی کے عیب بیان کرتا ہے

وہ اشاعتِ فحش کرتا ہے

اور وہ ویسا ہی مجرم ہے جیسا کہ گناہ کرنے والا۔ اگر ایک شخص نے چوری کی تو یہ اس کا ایک ذاتی فعل ہے۔ مگر ایک دوسرا شخص اگر ہر جگہ بیان کرتا پھرے گا کہ آجکل لوگ بڑی کثرت کے ساتھ چوریاں کرتے ہیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ چوری کی ہیبت دلوں سے مٹ جائے گی اور سننے والوں میں سے بھی کئی چور بن جائیں گے پس دوسرے کے چوروں کے عیب کو ظاہر کرنے والا قوم کا ہمدرد نہیں کیونکہ چوری تو ایک شخص نے کی مگر اس نے چوری کی ہیبت کم کر کے بیسیوں شخصوں کو چور بنا دیا۔ ایسے اشخاص یقیناً اس بات کے مستحق ہیں کہ انہیں سرزنش کی جائے اور ان کی

اصلاح کی کوشش کی جائے

میں نے بہت کچھ سوچنے اور غور و فکر کرنے کے بعد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اس سنت کے مطابق کہ دیت ساری قوم پر ڈالا جائے فیصلہ کیا ہے کہ مرکز سلسلہ میں جس محلہ کے کسی فرد کے متعلق آئندہ یہ ثابت ہو کہ وہ دوسروں کے عیب بیان کرتا رہتا ہے اس تمام محلہ پر اس کی حیثیت کے مطابق جرمانہ ڈالا جائے تاکہ آئندہ ہر شخص احتیاط کرے اور جس کسی کے پاس بھی کوئی کسی کا عیب بیان کرنے لگے وہ اسے فوراً روک دے۔

میں نے اس مقصد کے لئے بہت کثرت سے دعائیں کی تھیں اور اللہ تعالےٰ کے حضور التجا کی تھی کہ وہ اس نقص کے ازالہ کا کوئی طریق سمجھائے۔ تب یکدم جس طرح الہام ہوتا ہے میرے دل میں ڈالا گیا کہ اس کے

علاج کا ایک ہی طریق ہے

اور وہ یہ کہ جس محلہ کے کسی فرد کے متعلق ثابت ہو کہ وہ لوگوں کی عیب چینی کرتا رہتا ہے اور محلہ کے لوگ اسے روکتے نہیں اس تمام محلہ پر اس کا جرمانہ ڈالا جائے تاکہ ہر شخص چوکس ہو جائے اور آئندہ احتیاط کے ساتھ اپنی زبان کھولے۔ جب تک لوگوں کے دلوں میں یہ احساس پیدا نہ ہو کہ دوسروں کی حرمت اور ان کی عزت کا پاس کیا جائے اس وقت تک کبھی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ پس محلہ کے عہدیداروں کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے اپنے محلہ کے مردوں اور بچوں کی شکلیں پہچانیں اور ہر فرد سے ذاتی واقفیت پیدا کریں۔ اس کے بعد ان کا دوسرا کام یہ ہے کہ وہ بچوں کو نماز باجماعت کی پابندی کی عادت ڈالیں اور پھر تیسرا کام یہ ہے کہ اپنے محلہ کے لوگوں کے

اخلاق کی اصلاح کریں

جب کسی کا عیب معلوم ہو خصوصاً اپنے دوست اور رشتہ دار کا تو ہر شخص کا فرض ہے کہ یہ معاملہ پریذیڈنٹ سیکرٹری اور سرپرست کے نوٹس میں لائے مگر اس طریق پر کہ معاملہ پیش کرنے میں غصہ بغض اور کینہ کپٹ نہ ہو بلکہ خالص اصلاح اور محبت کا جذبہ کام کر رہا ہو اور اگر کسی شخص کے متعلق معلوم ہو کہ وہ کسی کا عیب غیر متعلق شخص کے سامنے بیان کر رہا ہے تو سمجھو کہ وہ مجرم ہے اور فتنہ پیدا کر رہا ہے۔ تمہارا فرض ہے کہ اس کا منہ بند کرو اور اگر اسے نہیں روکو گے تو سارا محلہ تعزیر کا مستحق سمجھا جائے گا۔ گویا ہماری جماعت کے دوستوں کی اصلاح کے لئے یہ ایک اخلاقی جنگ ہوگی اور یہ ویسی ہی بات ہوگی جیسے ڈاکٹر کے پاس لوگ جاتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے پھوڑے میں نشتر مارو۔ اب کوئی شخص نہیں کہتا کہ کتنا غضب ہوگیا ڈاکٹر نے نشتر چبھو دیا۔ اسی طرح جب کوئی شخص بیعت کرتا ہے تو گویا وہ کہتا ہے کہ میری اصلاح کرو تو ہمارا حق ہے کہ ہم

درستیٔ اخلاق کے لئے مناسب قدم اٹھائیں

اگر اس کی نیت اصلاح کی ہوگی تو وہ ہمارے ساتھ رہے گا اور اگر نیت نہ رہے گی تو کہہ دے گا جاؤ جی میں بیعت توڑتا ہوں۔ اس کے بعد ہمارا اس پر کوئی حق نہیں رہے گا۔ بہرحال جب کوئی شخص ہمارے پاس آجاتا ہے تو اس کا فرض ہوتا ہے کہ وہ ہمارے بتائے ہوئے طریق کے مطابق کام کرے کیونکہ بیعت کے بعد کسی مومن کا یہ کام نہیں کہ وہ اپنا قدم پیچھے ہٹائے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب مدینہ گئے تو انصار سے آپ نے یہ معاہدہ کیا تھا کہ اگر مدینہ پر کوئی قوم حملہ آور ہوئی تو ہم آپ کا ساتھ دیں گے لیکن اگر مدینہ سے باہر جنگ کرنی پڑی تو ہم ساتھ نہیں دیں گے

جنگ بدر کے موقع پر

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار و مہاجرین کو اکٹھا کیا اور فرمایا اے لوگو مجھے مشورہ دو۔ مہاجرین نے کہا یا رسول اللہ مشورہ کا کیا سوال ہے آپ آگے بڑھیں اور لڑیں ہم آپ کے ساتھ ہوں گے۔ آپ نے پھر فرمایا اے لوگو مجھے مشورہ دو۔ مہاجرین نے پھر کہا یا رسول اللہ ہماری رائے تو یہی ہے کہ آپ لڑیں۔ آپ نے پھر فرمایا اے لوگو مجھے مشورہ دو۔ اس پر انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا یا رسول اللہ شاید لوگوں سے مراد آپ کی ہم انصار ہیں کیونکہ مہاجرین تو پے در پے کھڑے ہوئے اور انہوں نے اپنی خدمات بھی پیش کیں مگر آپ نے یہی فرمایا اے لوگو مجھے مشورہ دو اس لئے شاید اس سے مراد ہم انصار ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا یا رسول اللہ بے شک جب اسلام کا نور ابھی ہم میں کامل طور پر داخل نہیں ہوا تھا تو ہم نے آپ سے یہ معاہدہ کیا تھا کہ ہم مدینہ میں ہی دشمن سے لڑیں گے۔ مدینہ سے باہر اگر جنگ ہوئی تو اس میں شامل نہیں ہوں گے مگر یا رسول اللہ اب تو اسلام ہمارے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکا ہے سامنے سمندر ہے آپ ہمیں حکم دیجئے ہم ابھی اس میں کود پڑتے ہیں اور آپ یہ مت خیال کیجئے کہ ہم آپ سے پیچھے رہیں گے۔ خدا کی قسم ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی۔ آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے اور کوئی دشمن اس وقت تک آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ ہماری نعشوں کو روندتا ہوا نہ گذرے

یہ وہ ایمان ہے

جو بیعت کے بعد ہر انسان کو حاصل ہونا چاہیئے اور یہی ایمان ہے جس کے پیدا کرنے کا آپ لوگوں نے اقرار کیا ہے اس کے بعد اگر نظام سلسلہ کی طرف سے کسی کی اصلاح کی غرض سے کوئی قدم اٹھایا جائے تو اس کا کوئی حق نہیں کہ وہ اس پر شور مچائے آخر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اصلاح کی جائے مگر اس کے لئے کوئی سامان نہ کئے جائیں یہ تو ویسی ہی بات ہو جاتی ہے جیسے کہتے ہیں کہ کوئی کنجوس شخص تھا اس کا یہ طریق تھا کہ وہ ایک عورت سے شادی کرتا کچھ دنوں کے بعد اس کے روپیہ اور زیور وغیرہ پر قبضہ کر کے اسے چھوڑ دیتا۔ پھر دوسری شادی کرتا کچھ عرصہ کے بعد اسے بھی چھوڑ دیتا۔ اسی طرح اس نے کئی شادیاں کیں اور کسی نہ کسی بہانے سے سب کو نکال دیا۔ آخر ایک اور عورت سے شادی کی وہ ہوشیار اور عقلمند تھی کئی مہینے گذر گئے مگر اس نے کوئی ایسا امر ظاہر نہ ہونے دیا جو اسے ناگوار گذرتا اس شخص کو خیال آیا کہ اگر یہ اسی طرح میرے پاس رہی تو میں اس کے زیورات وغیرہ پر قبضہ کس طرح کر سکوں گا۔ پھر وہ بھی چونکہ بڈھا ہو چکا تھا اس کے دل میں خیال آیا کہ اگر میں مر گیا تو میری دولت پر بھی یہ قابض ہو جائے گی۔ ایک دن یہ سوچ کر باورچی خانہ میں چلا گیا بیوی روٹیاں پکا رہی تھی جاتے ہی اس نے جوتا اٹھا لیا اور بیوی کے سر پر مارنے لگا اور کہنے لگا کم بخت تو روٹی دو ہاتھوں سے پکاتی ہے تیری کہنیاں کیوں ہلتی ہیں

وہ عورت عقلمند تھی

کہنے لگی آپ ناراض ہو کر کیوں اپنی طبیعت خراب کر رہے ہیں روٹی تیار ہے کھانا کھا لیجئے اس کے بعد جتنا جی چاہے مجھ پر غصہ نکال لیں۔ خیر اس کی باتوں سے وہ کچھ ٹھنڈا ہوا اور روٹی کھانے بیٹھ گیا۔ جب روٹی کھا رہا تھا تو بیوی جوتا لے کر کھڑی ہوگئی اور کہنے لگی کم بخت تو کھانا تو منہ سے کھاتا ہے تیری ڈاڑھی کیوں ہلتی ہے اس نے ہاتھ جوڑ دیئے کہ آج سے میرا تیرا مقابلہ بند ہوا تو جیتی اور میں ہارا۔ جس طرح روٹی پکاتے ہوئے کہنی ہلے گی اور کھانا کھاتے ہوئے ڈاڑھی ہلے گی۔ اسی طرح جب کوئی شخص لوگوں کی اصلاح کرنا چاہے گا تو اسے بعض لوگوں کو سزا بھی دینی پڑے گی پس اصلاح کے بتائے ہوئے طریقوں پر آپ لوگ کام کریں

ہر شخص کا یہ فرض ہے

کہ جب وہ کسی کا عیب دیکھے اسے خود دور کرنے کی کوشش کرے اور اگر دیکھے کہ اس کی اصلاح ہوگئی ہے تو وہ خاموش ہو جائے اور اس عیب کا کسی دوسرے کے پاس ذکر تک نہ کرے اور اگر وہ دیکھتا ہے کہ وہ خود اصلاح نہیں کر سکتا تو محلہ کے پریذیڈنٹ وغیرہ کے پاس پہنچے اور اگر دیکھے کہ وہ بھی توجہ نہیں کرتے تو پھر جو ان پر عہدیدار مقرر ہیں انہیں توجہ دلائے۔ مثلاً لڑائی جھگڑوں کے معاملات نظارت امور عامہ میں پیش کرنے چاہئیں اور اصلاح یا محبت باہمی وغیرہ کے لئے اصلاح و ارشاد کے محکمہ میں جانا چاہیئے۔ لیکن ان کے علاوہ اور کسی کے پاس دوسرے کا عیب بیان نہیں کرنا چاہیئے اور اگر کوئی کرے گا تو وہ فتنہ کا مرتکب سمجھا جائیگا

یہ طریق ہے جو اصلاح کا ہے اگر آپ لوگ اس کو چلانے میں مدد دیں گے تو دیکھیں گے کہ لڑائیاں جھگڑے اور فتن کس طرح دور ہو جاتے ہیں۔

ہر چیز ہمیشہ اپنے ماحول میں پنپتی ہے

ایک باغی تبھی پنپ سکتا ہے جب وہ اپنے ارد گرد بغاوت کی باتیں سنتا ہے اگر بغاوت کی باتوں پر سرزنش کی جائے تو باغی پیدا ہونے بھی بند ہو جائیں گے اسی طرح لڑائی جھگڑے بھی تبھی پیدا ہوتے ہیں جب انسان لڑائی جھگڑوں کی باتیں سنتا ہے اگر باتیں ہونی بند ہو جائیں تو لڑائی جھگڑے بھی نہیں ہوں گے اور اس دنیا میں آپ لوگوں کو جنت مل جائے گی۔ قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن کے لئے اللہ تعالےٰ نے دو جنتوں کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ جسے اس جہان میں جنت ملی اسی کو اگلے جہان میں جنت ملے گی۔ مگر آپ لوگ روزانہ اس دنیا میں جہنم دیکھتے ہیں اور پھر بھی جنت کی امید رکھتے ہیں۔ جنت کی تعریف خدا تعالےٰ نے یہ کی ہے کہ وہاں دل میں کسی کے متعلق کوئی بغض اور کینہ نہیں ہوگا۔ پس ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم اپنے دلوں کو دوسروں کے بغض اور کینہ سے پاک کر دیں تاکہ

اس دنیا میں ہمیں جنت حاصل ہو

میں بعض دفعہ کسی کی اصلاح کی غرض سے کوئی قدم اٹھاتا ہوں تو ساتھ ہی میرا دل بھی گھٹ رہا ہوتا ہے اور میں اس کے لئے یہ دعا کرنی شروع کر دیتا ہوں کہ الٰہی اس قدم سے یہ کسی ابتلاء میں نہ پڑ جائے۔ کیونکہ میں نے یہ قدم محض اس کی اصلاح کی خاطر اٹھایا ہے۔ اور یہ خدا تعالےٰ کا خاص فضل ہے کہ آج تک کسی ایک شخص کا بھی میرے دل میں بغض پیدا نہیں ہوا۔ ہاں ان افعال سے بغض ضرور ہوتا ہے جو سلسلہ احمدیہ اور دین اسلام کے خلاف کئے جاتے ہیں۔ لیکن افعال سے بغض بغض نہیں کہلاتا بلکہ وہ اصلاح کا ایک ذریعہ ہوتا ہے۔ ہم چوری کو بے شک بُرا کہتے ہیں لیکن چور سے ہمیں کوئی بغض نہیں ہوتا وہ اگر چوری چھوڑ دے تو ہر وقت اس سے صلح کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔ پس

اصلاح محبّت کے جذبات کے ماتحت کرنی چاہیئے

لیکن میں نے دیکھا ہے بعض لوگ محض دوسرے کو نقصان پہنچانے کی خواہش میں دوسرے کی شکایت کر دیتے ہیں ان کے مدنظر یہ نہیں ہوتا کہ اس کی اصلاح ہو جائے بلکہ یہ ہوتا ہے کہ کسی طرح اسے نقصان پہنچے۔ ایسے لوگ جب میرے پاس کسی کے متعلق شکایت کرتے ہیں اور میں محبت اور پیار سے اسے سمجھاتا ہوں اور وہ سمجھ جاتا ہے تو شکایت کرنے والے کہنے لگ جاتے ہیں بھلا اصلاح کس طرح ہو ہم فلاں کی شکایت خلیفۃ المسیح تک بھی پہنچائی مگر انہوں نے کچھ نہ کیا۔ گویا ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جس کی شکایت کی جائے اس کے خلاف ضرور کوئی قدم اٹھایا جائے۔ حالانکہ یہ اصلاح کا آخری طریق ہے اس سے پہلے ہمیں محبّت اور پیار سے دوسروں کو سمجھانا چاہیئے۔ اور اگر وہ سمجھ جائیں تو ہمیں خوش ہونا چاہیئے کہ ہمارے ایک بھائی کی اصلاح ہو گئی ہے۔

درخواست دعا

میرے والد حاجی محمد اسحٰق صاحب اچانک وفات پا گئے ہیں انا للّٰہ وانا الیہ راجعون احباب ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں۔

نیز میرے دو بھائی ایک مقدمہ میں ماخوذ ہیں احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ان کی باعزت بریت فرمائے آمین۔ مبلغ پانچ روپے بطور اعانت الفضل ارسال ہیں۔

(اکبری خانم اہلیہ محمد اسمٰعیل صاحب رینگی)

جلسۂ سالانہ کے مبارک ایام قریب سے قریب آ رہے ہیں

مہمانوں کو ہر ممکن سہولت اور آرام پہنچانے کی مساعی

(بقیہ صفحہ اوّل)

مستقل بنیادوں پر استوار ہو چکا ہے جو انشاء اللہ ہر لحاظ سے زیادہ آرام سہولت اور آسانی کا موجب ہوگا۔ مزید براں چونکہ اس علاقے میں میٹھے پانی کا خاطر خواہ انتظام نہیں ہے۔ اس لئے کھانا وغیرہ پکانے کے واسطے میٹھے پانی کی فراہمی کے سلسلہ میں ہمیشہ ہی دقت پیش آتی تھی۔ اس سال ابتداء میں یہ تجویز کی گئی تھی کہ پائپ لائن بچھا کر ٹیوب ویل سے میٹھا پانی لایا جائے یہ کام نہ صرف یہ کہ بہت وقت طلب تھا بلکہ اس کے لئے روپیہ بھی بہت درکار تھا حال ہی میں افسر صاحب جلسہ سالانہ نے اس علاقے کے نو تعمیر شدہ لنگر کے احاطہ میں ایک خاص جگہ کی نشاندہی فرما کر اس جگہ بورنگ کرنے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اس جگہ خلاف توقع میٹھا پانی نکل آیا چنانچہ اب وہاں نلکا لگا دیا گیا ہے اور اللہ تعالےٰ کے خاص فضل اور اس کے احسان کے نتیجے میں یہ بڑی مشکل بھی حل ہو گئی ہے۔

اجناس کی فراہمی

اجناس اور دوسری ضروری اشیاء کی فراہمی کا مسئلہ بھی بفضلہ تعالےٰ بڑی حد تک طے ہو چکا ہے۔ نہ صرف یہ کہ پرالی کافی مقدار میں دستیاب ہو چکی ہے بلکہ محلوں کے پریذیڈنٹ صاحبان کو ابھی سے مہیا کر دی گئی ہے تاکہ اہل محلہ جلسۂ سالانہ کے موقع پر محلہ وار نظام کے تحت اپنے اپنے مہمانوں کے لئے بروقت پرالی حاصل کر سکیں اسی طرح وہ اجناس جن کی خریداری اس وقت تک ہو جانی چاہیئے تھی حسب ضرورت خرید کی جا چکی ہیں اور انہیں مختلف لنگروں میں منتقل کیا جا رہا ہے تاکہ ہر لنگر اپنی ضروریات کے لحاظ سے خود کفیل ہو سکے اور حتی المقدور عین جلسے کے ایام میں کوئی دقت پیش آنے کا امکان باقی نہ رہے

انتظامات کا جائزہ

یوں تو جلسے کے مبارک ایام جوں جوں قریب آ رہے ہیں انتظامی شعبوں کی سرگرمی تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی ہے ویسے جملہ انتظامی شعبے انتظامات کو بسہولت مکمل کرنے کے لئے گذشتہ ڈیڑھ ماہ سے برابر مصروف کار ہیں اور اب جبکہ جملہ انتظامات پایۂ تکمیل کو پہونچ رہے ہیں۔ محترم افسر صاحب جلسہ سالانہ ایک بار انتظامات کا معائنہ فرما کر مختلف شعبوں کی کارگذاری کا جائزہ لے چکے ہیں تاکہ جو خامیاں رہ گئی ہوں انہیں قبل از وقت دور کیا جا سکے۔ اپنے اس معائنے اور جائزے کے تاثرات بیان کرتے ہوئے محترم افسر صاحب جلسۂ سالانہ نے انتظامات کی رفتار پر تسلی کا اظہار فرمایا اور امید ظاہر کی کہ جملہ انتظامات پروگرام کے مطابق بہت جلد پایۂ تکمیل کو پہونچ جائیں گے اور انشاء اللہ تعالےٰ کسی خاص دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔

کارکنان کی تعداد

امسال جلسہ سالانہ کے انتظامات کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے اور پھر جلسہ کے دوران مہمانوں کے قیام و طعام کے سلسلہ میں خدمات بجا لانے والے مقامی کارکنان کی تعداد ۱۳۰۵ تک پہنچ چکی ہے۔ اس کے علاوہ بیرونی جماعتوں کے احباب نے بھی والنٹیرز کے طور پر خدمات بجا لانے کے لئے اپنے نام پیش کئے ہیں تاہم اس امر کے پیش نظر کہ جملہ کام پوری خوش اسلوبی اور سہولت کے ساتھ انجام پائیں۔ بیرونی جماعت کے احباب کو چاہیئے کہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی وساطت سے اور زیادہ تعداد میں بطور والنٹیرز اپنے آپ کو پیش کریں۔ اس میں شک نہیں جلسہ پر تشریف لانے والے جملہ احباب مسیح پاک علیہ السلام کے مہمان ہیں لیکن چونکہ احباب خود اپنے مرکز میں تشریف لا رہے ہیں اس لئے ایک لحاظ سے وہ خود ہی میزبان بھی ہیں یعنی ہم سب ہی مہمان بھی ہیں اور میزبان بھی اسلئے دوستوں کو خواہ وہ مقامی ہوں یا بیرونی جماعتوں سے تعلق رکھتے ہوں خدمات بجا لانے کے لئے اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں پیش کر کے ثواب کے اس عظیم الشان موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

پرائیویٹ رہائش گاہیں

انتظامات کا جائزہ لینے کے دوران محترم افسر صاحب جلسہ سالانہ نے یہ محسوس کیا ہے کہ امسال پرائیویٹ قیام گاہوں کے طور پر ربوہ میں منتظمین کو بہت کم مکان مل سکے ہیں اہل ربوہ کا فرض ہے کہ وہ اپنے خالی مکانات یا مکان کے جو حصے بھی وہ فارغ کر سکیں جلد سے جلد منتظم صاحب مکانات کے حوالے کر دیں تاکہ باہر سے آنے والے مہمانوں کو ان کی ضرورت کے مطابق جماعتی وار نظام کے علاوہ علیحدہ مکانوں میں بھی ٹھہرایا جا سکے اہل ربوہ کو اپنی سابقہ روایات برقرار رکھتے ہوئے اس طرف خاص توجہ دینی چاہیئے۔

صفائی کے خاص انتظامات کی ضرورت

جلسے کے موقع پر صفائی کے خاص اہتمام کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ گندگی وغیرہ نہ پھیل سکے اور اس بناء پر کوئی ناخوشگوار صورت حال پیدا نہ ہونے پائے اور احباب جماعت یہ مبارک ایام کامل دلجمعی اور یکسوئی کے ساتھ دعاؤں اور ذکر الٰہی میں گذار سکیں بالعموم دیکھنے میں آیا ہے کہ محکمہ صحت کے افسران جلسے کے موقع پر بہت دیر میں صفائی کے انتظامات شروع کرتے ہیں۔ حالانکہ ڈی ڈی ٹی اور دیگر جراثیم کش دوائیں سپرے کرنے کا کام جلسے کے ایام سے بہت پہلے ہی شروع ہو جانا چاہیئے تاکہ صفائی کا خاطر خواہ انتظام ہو سکے اب جبکہ مارشل لاء کے نفاذ کے بعد سے حکومت کی انتظامی مشینری پہلے کی نسبت بہت مستعد ہو چکی ہے۔ اور ہر لحاظ سے کارکردگی کا ایک اعلیٰ معیار قائم ہو چکا ہے محکمہ صحت کے افسران سے ہم بجا طور پر توقع رکھتے ہیں کہ وہ اپنی فرض شناسی کا ثبوت دیتے ہوئے نہ صرف جلسہ سالانہ کے ایام میں ہی حفظان صحت اور صفائی کا خاص اہتمام کریں گے بلکہ جلسے سے قبل ہی جراثیم کش دوائیں سپرے کرنے کا کام شروع کر کے اپنی مستعدی کا ثبوت دیں گے تاکہ ہزاروں ہزار لوگوں کے اجتماع کی وجہ سے کسی قسم کی بیماری پھیلنے کا کوئی احتمال پیدا نہ ہو سکے۔

جلسے میں شمولیت

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ احباب جماعت کو پہلے تمام سالوں سے بھی بڑھ کر تعداد میں اس بابرکت جلسے میں شامل ہونے کی توفیق بخشے جس کی بنیادی اینٹ اللہ تعالےٰ نے خود اپنے ہاتھ سے رکھی ہے۔ اس میں شمولیت اختیار کرنے کو آسمانی برکتوں اور سعادتوں کے حصول کا ایک بہت بڑا ذریعہ بتایا ہے۔ اس میں شمولیت اختیار کرنا دراصل ان قوموں میں شمولیت کا فخر حاصل کرنا ہے جنہیں اللہ تعالےٰ نے اس مقدس اجتماع میں شمولیت کے لئے خود تیار کیا ہے یہ باور ہی نہیں کیا جا سکتا کہ جماعت کا کوئی فرد ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ جس کے دل میں اس مقدس اجتماع میں شمولیت کی تحریک نہ ہوتی ہو اور تحریک ہونے کے باوجود اگر کوئی معمولی حرج کی بناء پر شامل نہیں ہوتا تو وہ اپنے آپ کو ایک بہت [illegible] سے محروم کرتا ہے

جلسہ سالانہ پر احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں آنے کی کوشش کریں

(از حضرت مرزا شریف احمد صاحب مدظلہ العالی ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد)

جیسا کہ قبل ازیں الفضل میں متعدد اعلانات کے علاوہ خطوط کے ذریعہ بھی احباب اور جماعتوں کو اس امر کی اطلاع دی جا چکی ہے کہ امسال ملک میں بنیادی جمہوریتوں کے انتخابات کی بناء پر بامر مجبوری جلسہ کی تاریخوں میں تبدیلی کی گئی ہے یعنی اس سال ہمارا جلسہ سالانہ ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۵۹ء کی بجائے ۲۲-۲۳-۲۴ جنوری ۱۹۶۰ء بروز جمعہ ہفتہ اتوار منعقد ہوگا۔

چونکہ تاریخوں کی تبدیلی غیر معمولی حالات میں ایک اہم ملکی مصلحت کی بناء پر کی گئی ہے۔ اس لئے بہت ممکن ہے کہ ان دوستوں کو اس دفعہ کچھ دقت اور مشکل محسوس ہو جو سالہا سال سے جلسہ کی اصل تاریخوں پر آنے کے عادی تھے۔ اور شروع سال سے ہی ان تاریخوں پر آنے کے لئے اپنی ذہنی تیاری کے علاوہ اپنی رخصت اور فرصت کا انتظام بھی کر لیا کرتے تھے۔ اسی طرح جلسہ کی نئی تاریخوں پر خصوصاً تعلیمی اداروں میں عام رخصتوں کی سہولت ویسی نہیں۔ جیسے دسمبر میں ہوا کرتی ہے۔ ان حالات میں یہ ممکن ہے کہ اگر جماعتوں اور دوستوں نے اس دفعہ جلسہ سالانہ میں شرکت کیلئے خاص عزم اور بیداری کا ثبوت نہ دیا تو جلسہ کی عام حاضری میں کچھ فرق پڑ جائے۔ لہٰذا اس امکان کے پیش نظر میں تمام جماعتوں کے امراء عہدہ داران اور سلسلہ کے مربیان اور کارکنوں کو تحریک کرتا ہوں کہ وہ غیر معمولی حالات میں جلسہ پر آنے کے لئے احباب کو غیر معمولی طور پر تحریک کرتے رہیں اور خود بھی اور جماعت کے علاوہ دوسرے دوستوں کو بھی زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت کیلئے توجہ دلائیں۔ اور انہیں ساتھ لانے کی کوشش کریں تاکہ اس سال حاضری کم نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے سے بھی بڑھ جائے۔

(مرزا شریف احمد ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد)

قبول احمدیت کی دلچسپ سرگذشت

صیغہ نشر و اشاعت کی طرف سے عنوان بالا کے تحت

ایک اہم کتاب کی اشاعت کا فیصلہ

(از حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد)

جماعت احمدیہ میں شامل ہونے والے سینکڑوں نہیں ہزاروں ایسے خوش قسمت افراد ہیں جن کی سلسلہ حقہ میں شمولیت کی روئیداد خود ان کے لئے تو ایمان افزا ہے ہی وہ دوسروں کی ہدایت و رہنمائی کا موجب بھی بن سکتی ہے۔ مگر افسوس کہ سلسلہ کے لٹریچر میں ایسی کوئی کتاب موجود نہیں۔ جس میں قبول احمدیت کے دلچسپ واقعات کو جمع کر دیا گیا ہو۔ نتیجہ یہ ہے۔ کہ جماعت اپنی تاریخ کے ہزاروں قیمتی اوراق سے محروم ہے۔ بعض کتابوں میں ایک حد تک یہ مضمون ملتا ہے۔ مگر اپنی افادیت و اہمیت کے باوصف ان سے یہ قومی تقاضا پورا نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا نظارت اصلاح و ارشاد کے صیغہ نشر و اشاعت نے اس نوع کے قیمتی مجموعہ کے جلد شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور میں اس اعلان کے ذریعہ سے احباب جماعت سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ اس قومی خدمت میں صیغہ نشر و اشاعت سے پورا پورا تعاون کرتے ہوئے خود بھی اولین فرصت میں احمدیت سے وابستہ ہونے کے مختصر مگر جامع حالات قلمبند کر کے صیغہ متعلقہ کو ارسال کریں۔ اور اپنے حلقہ احباب میں بھی اس کی پُرزور تحریک کریں۔ تا سلسلہ احمدیہ کی ایک تاریخی امانت ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے اور ان کا قبول حق دوسری لاکھوں سعید روحوں کو حق و صداقت کے جھنڈے تلے جمع کرنے کا باعث بنے۔

نوٹ ۱:۔ جو احباب اس کتاب میں اپنے حالات کے ساتھ اپنا فوٹو بھی شائع کروانے کے خواہشمند ہوں۔ وہ اپنے فوٹو کا بلاک یا اس کا خرچ صیغہ کو بھجوا دیں (۲) اس مجموعہ کی ترتیب و تدوین کے سلسلہ میں دوست اپنے قیمتی مشوروں سے بھی صیغہ کی بھاری اعانت کر سکتے ہیں ——امید ہے احباب اپنی ذمہ واری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اس طرف فوری توجہ فرمائیں گے۔ جن کی طرف سے اس قسم کے حالات پہلے اخبار میں شائع ہو چکے ہوں وہ بھی لکھ کر بھجوا دیں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد)

السنہ مختلفہ کے اجلاس میں شرکت کرنیوالے احباب توجہ فرمائیں

دنیا کی پچاس سے زیادہ مختلف زبانوں میں تقاریر کا امسال ریکارڈ بنایا جا رہا ہے۔ اور اس اجلاس میں شامل ہونے والے احباب کی رنگین تصاویر بنائی جائیں گی۔ جو احباب اس اجلاس میں شمولیت کا ارادہ رکھتے ہوں۔ ان سے گذارش ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مندرجہ ذیل ارشادات کا ترجمہ کر کے پندرہ جنوری تک مجھے بھجوا دیں۔

"اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے۔ جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔ اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے۔ اور ضرور تھا کہ وہ اس مہم عظیم کے روبراہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان کارخانہ جو ہر ایک پہلو سے موثر ہو۔ اپنی طرف سے قائم کرتا سو اس حکیم و قدیر نے اس عاجز کو اصلاح خلائق کے لئے بھیج کر ایسا ہی کیا۔"

دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے۔ جب کہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائیگا۔ اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا۔ اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں۔ یہ اسی خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹)

جن احباب کی طرف سے یہ ترجمہ نہیں پہنچے گا۔ ان کے متعلق سمجھ لیا جائیگا۔ کہ وہ اس اجلاس میں شامل نہیں ہو رہے۔

(مہتمم تحریک جدید مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

درخواست دعا

مکرم چوہدری فضل الٰہی صاحب ریٹائرڈ سب پوسٹ ماسٹر حال کارکن نظارت امور عامہ کے چھوٹے بچے کی ٹانگ کا اپریشن میو ہسپتال لاہور میں ہونے والا ہے۔ احباب اپریشن کی کامیابی اور بچے کی کامل صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔

وصایا

ذیل کی وصایا منظوری سے قبل شائع کی جا رہی ہیں اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو ضروری تفصیل کے ساتھ مطلع فرمائیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز)

نمبر ۱۵۵۳۴:- میں ست بھرائی زوجہ راجہ فضل الٰہی جنگوی قوم پوار راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۵ء ساکن چونڈہ بھروانہ ضلع جھنگ حال محلہ دارالصدر غربی ربوہ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰ دسمبر ۱۹۵۹ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت جائیداد حسب ذیل ہے ایک جوڑی کنگن مالیتی /۳۲۰ روپے۔ صرف ایک جوڑی جھمکے مالیتی /۱۸۰ روپے۔ ایک انگشتری مالیتی /۲۰ روپے تمام زیورات کی مجموعی مالیت /۵۲۰ روپے ہے۔ میرا حق مہر مبلغ /۳۰۰ روپے تھا۔ اس کے عوض میں نے مندرجہ بالا زیورات میں سے جوڑی کنگن لے لئے تھے اس لئے میری کل جائیداد کی قیمت مبلغ /۵۲۰ روپے بنتی ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اور نیز یہ بھی وصیت کرتی ہوں کہ اگر میری وفات پر اس کے علاوہ کوئی جائیداد بھی ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں نے اس کے علاوہ اپنی زندگی میں کوئی جائیداد پیدا کی تو اس کی اطلاع انجمن کارپرداز مصالح قبرستان مقبرہ بہشتی کو دوں گی۔

الامتہ۔ نشان انگوٹھا مسماۃ ست بھرائی زوجہ راجہ فضل الٰہی جنگوی۔

گواہ شد۔ فضل الٰہی خاوند موصیہ محلہ دارالصدر غربی ربوہ

گواہ شد نفیر احمد خان جامعہ احمدیہ ربوہ

نمبر ۱۵۵۳۵:- میں مرزا صفدر جنگ ہمایوں ولد نذیر احمد صاحب قوم مغل پیشہ ملازمت عمر ۴۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ربوہ ضلع جھنگ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴ مارچ ۱۹۵۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے ایک عدد پختہ مکان واقعہ محلہ دارالبرکات ربوہ ضلع جھنگ رقبہ ایک کنال جس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں جس کی قیمت اندازاً دس ہزار روپے ہے اگر اس کے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس جائیداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اس وقت مبلغ /۴۸۰ روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد صفدر جنگ ہمایوں ایس۔ ڈی۔ او نہر سلانوالی ضلع سرگودھا

گواہ شد محمد شجاعت علی اسسٹنٹ سیکرٹری بیت المال۔ صدر انجمن احمدیہ ربوہ

گواہ شد چوہدری نذیر احمد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

نمبر ۱۵۵۳۶:- میں سید محمد شفیق حسن ولد سید محمد علی صاحب قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۲۹ سال تاریخ بیعت مئی ۱۹۴۵ء ساکن 4 F 21 عقب جیکب لائن کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲ دسمبر ۱۹۵۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے

۱۔ پاکستان ایمپلائز کواپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی میں میرا ایک پلاٹ ۲۰۰ مربع گز ہے جس کی قیمت مبلغ /۷۰۰ روپے ادا کر چکا ہوں۔ باقی مبلغ /۲۰۰ روپے ادا کرنے ہیں یہ پلاٹ میرے نام پہ الاٹ شدہ ہے۔ اس کے علاوہ میں سرکاری ملازم ہوں جس سے مجھے ماہوار تنخواہ معہ الاؤنس کے مبلغ /۳۱۸ روپے ملتے ہیں۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائیداد ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ فقط۔

۲ دسمبر ۱۹۵۹ء

العبد سید محمد شفیق حسن بقلم خود

گواہ شد: شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کراچی۔

گواہ شد، کرم الدین سیکرٹری تعلیم و تربیت حلقہ جیکب لائن کراچی

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد مرحوم رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ کی تدفین

(بقیہ صفحہ اول)

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد مرحوم کے علاوہ جنہوں نے ۱۹۵۵ء میں وفات پائی مرحومہ نے دو صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ صاحبزادگان میں سے مکرم برکت اللہ صاحب تاندلیانوالہ میں پوسٹماسٹر ہیں اور مکرم مصلح الدین صاحب سعدی فلیس الیکٹرک کمپنی چٹاگانگ میں منیجر کے عہدہ پر فائز ہیں۔ نیز صغریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز اور کلثوم بیگم صاحبہ اہلیہ محترم چوہدری فتح محمد صاحب سیال ناظر اصلاح وارشاد آپکی صاحبزادیاں ہیں۔

ادارہ الفضل آپکی وفات پر رنج اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے محترم درد صاحب مرحوم کے جملہ افراد خاندان کے ساتھ دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلےٰ مقام قرب سے نوازے اور پسماندگان کا دین و دنیا میں ہر طرح سے حافظ وناصر ہو۔ آمین۔